

چوتھا درس شریف

ذکر الہی

قرآن مجید و احیاء مبارکہ کی روشنی میں

امین

سید محمد امجد شاہ قادری گیلانی
ناشی

ادارۂ اشاعت و تبلیغ الاسلام

محمد قاضی خیلان بازار کلاں شپاؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ذِکْرُ اللَّهِ

قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا
كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا هُوَ الَّذِي
يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا
(پ ۲۲۔ سورۃ الاحزاب آیت ۴۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ جلالہ و عزّ اسمہ و جلّ مجدہ اپنے پیارے محبوب شفیع المذنبین
رحمۃ للعالمین خاتم النبیین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے طفیل مجھے بھی اور آپ سب کو بھی قرآن حکیم پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اور قیامت کے دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن رحمت ہمارے ہاتھ سے نہ
چھوٹے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ جلالہ کی توفیق اور
حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید سے یہ ہمارا چوتھا درس مبارک ہے۔
اس سے پیشتر کہ میں آپ کے سامنے آج کے موضوع (ذکر الہی قرآن و احادیث مبارکہ
کی روشنی میں) پر کچھ بیان کروں۔ ایک بات نہایت واضح طور پر عرض کرتا
ہوں کہ اس درس کے مشق کرنے اور مقرر کرنے سے ہمارا مقصد کیا ہے؟ جب

مقصد واضح نہ ہو تو کسی بھی کام کی اہمیت کا پتہ نہیں چلتا۔ جب آپ اس مقصد کو جان لیں گے تو اس درس کی عظمت و اہمیت بھی سمجھیں آجائے گی۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے اس بیان سے نہ تو کوئی وجاہت مقصود ہے، نہ عزت نہ دولت، نہ ثروت اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی اور بات ذہن میں ہے۔ ہاں! ایک بات ضرور ہے اور وہ یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ اور اس کا پیارا محبوب ﷺ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن کر ہم ان پر عمل پیرا ہوں تاکہ وہ ہم سے خوش ہو جائیں۔ اس کے سوا اور کوئی مقصد پیش نظر نہیں ہے۔

ماہانہ درس کا یہ ایک مربوط سلسلہ ہے۔ پہلا درس صفر المظفر ۱۴۱۸ھ ہجری میں قرآن حکیم کی عظمت پر دیا گیا تاکہ ہم قرآن مجید کی عظمت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں جان لیں دوسرا درس مبارک ربیع الاول میں ہوا جس میں ”شان محمدی ﷺ، قرآن و احادیث کی روشنی میں“ بیان کی گئی تاکہ صاحب قرآن کی عظمت کو سمجھا جائے جس نے ہمیں قرآن دیا، ہمیں اس پر جمع کیا۔ اس سستی کی شخصیت، عظمت اور شان سے ہم آگاہ ہو سکیں۔ تیسرا درس ”شان اولیاء قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں“ ہوا۔ تاکہ ہم ان لوگوں کی عظمت و شان سے بھی واقف ہو جائیں جنہوں نے حضور پاک ﷺ کے نقش قدم پر چل کر یہ قرآن ہم تک پہنچایا۔

آج کے اس درس میں جو کہ ”ذکر الہی“ قرآن و احادیث مبارکہ کی روشنی میں کے موضوع پر ہے یہ بتایا جائے گا کہ قرآن کریم نے ہمیں اس پر عمل کرنے کی دعوت کیسے دی ہے؟ اس کو کس طرح بیان کیا ہے؟ اور پیارے محبوب ﷺ نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے؟ نیز اولیائے کرام نے اس ذکر الہی پر عمل کیسے

کیا؟ — اللہ جل جلالہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس مختصر سے وقت میں جو کچھ سنتے ہیں اس پر عمل کریں کیونکہ ع

عمل سے زندگی بنی ہے جنت بھی جہنم بھی (اقبال)

اگر نماز پڑھیں گے تو جنت ملے گی — روزہ رکھیں گے تو جنت نصیب ہوگی — حج کریں گے تو جنت حاصل کریں گے — اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت

کریں گے اور آپس میں ایک دوسرے کے کام آئیں گے تو جنت میں جائیں گے —

اور اگر ایک دوسرے کی بے عزتی کریں گے — ایک دوسرے کی غیبت کریں گے

— ایک دوسرے کے عیوب بیان کریں گے — ایک دوسرے کی بے حرمتی

کریں گے تو کیا ہوگا؟ جہنم کے حق دار ٹھہریں گے — بکیرہ اور صغیرہ گناہوں

کی سزا تو ملنی ہے — یہ الگ بات ہے کہ پیارے محبوب ﷺ کے

صدقہ میں حضور ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ جہنم سے چھٹکارا عطا فرمادے

— یہ بات اپنی جگہ درست اور صحیح ہے — لیکن سوچنے اور فکر کرنے کی بات

ہے کہ آج ہم عمل کے اعتبار سے بہت غافل ہو گئے ہیں —

اسی لئے ہمیں میں ایک دن درس کا یہ طریقہ شروع کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ

ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم قرآن مجید کو سنیں — اس کے ساتھ رابطہ اور تعلق پیدا

کریں اور ہمیں معلوم ہو کہ یہ کتاب قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب

ﷺ پر تیس (۲۳) برس میں نازل فرمائی اور پھر پیارے

محبوب ﷺ نے کس صعوبت میں ہم کو عطا کر دی — اللہ اکبر اللہ اکبر

حضور ﷺ کی تیرہ (۱۳) سالہ مکی زندگی پر نظر ڈالیں — آپ نے

گالیاں سنیں، دھپڑ کھائے، آپ کا دامن کھینچا گیا، بھارتا گیا، گردن پر گندہ

اوچھڑی پھینکی گئی — تین سال تک شعب ابی طالب میں قید رکھا گیا —

کیا کیا ایذائیں اور تکلیفیں آپ کو نہیں دی گئیں — اور یہ سب کچھ کیوں کیا گیا؟ — صرف ایک بات تھی کہ قرآن نہ سُناؤ۔ کیونکہ یہ قرآن ہمارے دین و ایمان، اعمال و افعال، قلوب و اذہان اور افکار و نظریات کو بدل رہا ہے۔ ہمیں اس قرآن کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن حضور فرماتے ہیں کہ میں قرآن اسی لئے پڑھتا ہوں کہ یہ تمہارے اندر انقلاب برپا کرے تم مؤمن انقلابی بن جاؤ۔ یہ تیرہ برس مکہ مکرمہ میں انتہائی محنت و مشقت اور تکلیف و صعوبت میں گزرے۔

اور پھر دس برس کی مدنی زندگی میں آپ نے تلواروں کے سلسلے میں پہاڑوں کی چوٹیوں، صحراؤں، گلی گلی اور گھر گھر پھر کے قرآن سنایا۔ ان دس سالوں میں پیارے محبوب ﷺ نے خود نفس نفیس بائیس (۲۲) جہاد اور حبیبین (۲۶) سرے (جس میں حضور خود شامل نہ تھے) لڑے۔ اس طرح کل ۴۸ ہو گئیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ پوری زندگی مبارکہ جہاد میں سی گزرتی دس برس کی کتنی مشکل زندگی تھی اور اس دوران پیارے محبوب ﷺ نے دنیا کے مختلف ممالک کو دین اسلام کی دعوت کے سلسلے میں وفود بھی بھیجے۔ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو ایک نظام حیات عطا فرمایا اور پھر ان دس برسوں میں جو انقلاب آیا اس کا اثر آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ کروڑ ہا افراد لا اِلهَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ پڑھنے والے ہیں۔ مگر آج کا مسلمان قرآن حکیم اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر غافل ہے۔ اور اسی غفلت کی بدولت وہ بہک گیا اپنی منزل سے بھٹک گیا۔

قرآن حکیم کے اندر ذکر کا لفظ بہت سے مقامات پر آیا ہے اور عربی

زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کا ہر لفظ اپنے محل پر اپنا معنی دیتا ہے اور قرآن مجید کا بھی یہی طریق ہے کہ جو لفظ جس مقام پر جس قرینے سے ادا ہوا ہے اس کے وہی معنی ہوں گے کوئی اور معنی نہیں کئے جاسکتے۔ اسی طرح یہ لفظ ذکر بھی مختلف معنوں میں آیا ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ ”ذکر“ جب کسی شخصیت یا قوم کے ساتھ آجائے تو اس کے معنی رفعت اور شرف کے ہیں۔ آپ غور فرمائیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۖ (الانشراح: ۴۱)

اور آپ کے لئے ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔

یہاں اس آیت مبارکہ میں پیارے محبوب ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا یعنی آپ ﷺ کے ذکر کو بڑے شرف اور عزت کے ساتھ بلند کیا گیا ہے اسی طرح جب یہی لفظ ذکر نماز کے ساتھ آئے تو اس کے معنی قیام نماز کے ہیں۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۖ (طہ: ۱۴۷)

نماز قائم کرو میری یاد کے لئے

اور یہی لفظ ذکر نصیحت کے معنی میں بھی آیا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ۚ أَلَمْ يَكُنْ لَكَ الْفُتُورُ ۚ (الزمر: ۳۰)

البتہ تحقیق ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت لینے کے لئے تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا

اور جب یہ لفظ ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کے ساتھ آجائے تو اس کے معنی یادِ الہی کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ ۖ (المزمل: ۲۵)

اور یاد کرو اپنے رب کا نام صبح و شام

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَإِذْ كُنَّا نَسُومُ مَسَاجِدَ وَ
تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ (المزمل)

اور اپنے رب کا نام یاد کر اور سب
سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔

یعنی اے محبوب ﷺ تمام مخلوق سے بالکل بے تعلق ہو کر اپنے رب
تعالیٰ کی یاد کرو۔ اب جبکہ ذکر کی نسبت اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام اقدس کے
ساتھ آئی تو اس کے معنی یاد کرنے کے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے
اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اپنی زندگی کو اور اس نظام حیات کو سمجھ سکیں
۔ دراصل مومن کی زندگی انسانِ کامل کی زندگی ہوتی ہے۔ اور انسانِ کامل
کی زندگی قرآن مجید اور پیارے محبوب ﷺ کی اتباع ہے۔ اور حضور
پاک ﷺ کی حیات مبارکہ قرآن حکیم کی تفسیر ہے۔ بلکہ حضور کی
ذات والا صفات قرآن ہے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہمیں حضور کے اخلاق کے بارے میں کچھ
بتائیں! اُمّ المؤمنین نے فرمایا:۔ گَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ حضور
کا تمام اخلاق قرآن ہے۔ یعنی حضور پاک ﷺ کی پوری زندگی قرآن
کا عملی نمونہ ہے۔ اس حدیث شریف سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی اور
وہ یہ کہ صحابہ کرام کو جب آنحضرت ﷺ کے متعلق کچھ جلتے اور پوچھنے
کی ضرورت ہوتی تو حضرت عائشہ کے پاس آتے تھے اور اسی طرح آپ ﷺ کے
کے دیگر احباب و ہمراز جناب صدیق اکبر، عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ ابو جہل، عتبہ اور عکرمہ کے پاس کوئی نہیں
جاتا تھا۔

قرآن مجید ایک مکمل نظام حیات ہے، عقائد، عبادات اور معاملات غرض یہ کہ زندگی کے ہر پہلو پر قرآن حکیم کے اندر احکامات و رہنمائی موجود ہے۔ اسی طرح ذکر الہی کی طرف بھی قرآن کریم میں متعدد مقامات پر مسلمانوں کی توجہ مبذول کروائی گئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا | اے ایمان والو! اللہ جلّ جلالہ کو
اللہ ذِکْرًا کَثِيرًا (احزاب) | بہت زیادہ یاد کرو۔

یہاں پر ایمان والوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو سچے دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پڑھنے والے ہیں۔ انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ تم اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو کثیر فرمائے اس کی کوئی حد نہیں ہوتی اسی طرح ذکر الہی کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ حضرت مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا ترجمہ نظم میں کیا ہے۔ قرآن حکیم کو سمجھنے والے ہی قرآن کا ترجمہ کرتے ہیں۔ لیکن ایک بات غور سے سنو اور یاد رکھو کہ قرآن حکیم اور اس کا ترجمہ ایسے شخص سے پڑھو، جس نے محبت رسول کی عینک لگا رکھی ہو، اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی و منشا رہے کہ مومن پیالے محبوب کا عاشق، مطیع اور فرمان بردار بن جائے۔ اسی لئے جو محبت رسول کی نظر سے قرآن مجید پڑھتا اور پڑھاتا ہے اُسے خود بھی قرآن مجید کی سمجھ آ جاتی ہے اور پھر وہ دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے لیکن جس شخص کا دل و دماغ اور فکر و نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت اور تعظیم و شان سے خالی ہے۔ وہ نہ تو خود قرآن سمجھ سکتا ہے اور نہ دوسروں کو سمجھا سکتا ہے۔ تو مولانا روم نے فرمایا

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکتی دل ز ذکر رحمان است

جب تک تیری زندگی ہے، جب تک سانس کی آمدورفت جاری ہے، تو اپنی ہر سانس کے ساتھ ذکرِ الہی کا ورد کرتا رہ، کیونکہ اللہ رحمن و رحیم کے ذکر سے ہی دلوں کی پاکی حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کا دل پاک ہو جائے وہ گناہ کی طرف قدم نہیں بڑھاتا۔ انسان کا ایک ہی دل ہے جب وہ پاک ہو جاتا ہے تو اس میں رحمانیت آ جاتی ہے اور پھر شیطانیت وہاں نہیں آ سکتی۔

پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ گناہ کرنے سے دل پر ایک داغ پڑ جاتا ہے اور پھر مزید گناہ کرنے سے یہ داغ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ چنانچہ اس داغ کو صاف کرنے کا نسخہ ارشاد فرمایا۔

<p>عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ وَصَقَالَةُ الْقُلُوبِ ذَكَرَ اللَّهُ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۹)</p>	<p>حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہر چیز کے لئے صفائی ہے، اور دلوں کی صفائی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہوتی ہے۔</p>
--	--

یعنی گناہوں، معصیتوں، بے ادبیوں، گستاخیوں، لغزشوں اور غفلتوں کے زنگ سے آلودہ دل اللہ تبارک و تعالیٰ کی یاد سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اللہ کا ذکر دلوں کو قلعی کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری یاد کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ تو غنی ہے، بادشاہ ہے، اُسے کسی کی عبادت و ریاضت کی کوئی حاجت نہیں۔ چاہے تمام دنیا کافر ہو جائے یا ایمان لے آئے اُسے کوئی پرواہ نہیں وہ تو بے نیاز ہے۔

قدرت کاملہ کا مالک ہے، لوح محفوظ اس کی اپنی نوشتہ ہے۔ فرمایا

يَحْوَ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ | جو چاہے لکھ دے جو چاہے مٹا دے

وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ (الرعد: ۳۹) | اور اُمّ الکتاب اُسی کے پاس ہے۔

اُسے فرشتے یاد کر رہے ہیں، جمادات، نباتات، جنات غرض یہ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی حمد و ثنائیں مصروف ہے، تمہاری یاد کی اُسے کوئی پرواہ نہیں۔ مگر ہاں تمہارے یاد کرنے سے تمہارا اپنا نفع ہے جب تم اُسے یاد کرو گے تو اللہ جل شانہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، تمہیں نفاق سے نکال کر مومن بنائے گا، تمہارے درجات بلند کر کے اپنا قرب خاص نصیب فرمائے گا۔

یادِ الہی اور قربِ الہی کے سلسلے میں قرآن مجید ہماری رہنمائی ان الفاظ میں فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ :
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور
اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو

(المائدہ: ۳۵)

مستقی بننے کے لئے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے مُرشدِ کامل ڈھونڈو اور اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس سے کلمہ سیکھو تاکہ تمہارا یہ کلمہ حضور پاک ﷺ کے سینہ اقدس تک پہنچ جائے۔ تمہارا انگنشتن نورِ بیار محبوب ﷺ کے ساتھ مل جائے۔ اللہ جل شانہ، ارشاد فرماتا ہے:-

وَأَذْكُرُكَ رَبِّكَ كَثِيرًا
وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ
اور کثرت سے اپنے رب کو یاد کرو اور
صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔
(آل عمران: ۴۱)

کثرت سے ذکرِ الہی اور صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور حمد بیان کرنے کے بعد کیا مقام نصیب ہوتا ہے۔

فرمایا :-

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ
مَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّوْرِ ط
(الاحزاب : ۴۳)

اللہ تعالیٰ وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا
ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے
رحمت کی دعائیں کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ
تمہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف
لے آتے ہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کی بدولت انسان ناقص انسانِ کامل بن گیا اور
اُسے ایسے بلند و بالا مقامِ نور پر کھڑا کر دیا گیا جہاں اللہ کی رحمت اُسے ڈھانپ
لیتی ہے اور فرشتے اُسے سلام پیش کرتے ہیں۔ اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا :- ایسے مومنوں کے لئے سمندر کی تہ میں تیرنے والی مچھلیاں بھی دعائیں
کرتی ہیں۔ **اللہ اکبر، اللہ اکبر**۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ذکر کرنے والوں کی شان و عظمت

کا اندازہ لگائیں :-

عن ابی ہریرۃ و ابی سعید
قَالَ قَالَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ
يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا
حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ
الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ
السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ
فِي مَنْ عِنْدَهُ -

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابی سعید
خدری رضی اللہ عنہما دونوں فرماتے ہیں۔ یہ
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
جو جماعت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو
فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر
لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ
لیتی ہے اور ان پر سکینہ (اطمینان قلب)
نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مجلس

(رواہ المشکوۃ - باب ذکر اللہ)

میں ان کا تذکرہ فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین میں گھومتے ہیں اور ذکر کرنے والے حلقوں کو تلاش کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق کتنے ہی فرشتے ہیں اللہ کے جو راہوں میں پھر کر اللہ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں۔ پس جب وہ ذکر کرنے والوں کو جماعت کو پالتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مطلب کی طرف آؤ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر فرشتے ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ملائکہ یطوفون فی الطرق یکتسبون اهل الذکر فاذا وجدوا قوما یدکرون اللہ تنادوا ہل ہلوا الخ حاجتکم قال فیحفونہم باجحتہم الی السماء الدنیا (رواہ المشکوۃ : باب)

اللہ اکبر۔ یہ ذکر الہی کیا چیز ہے؟ اس ذکر الہی سے آج ہم غافل ہیں۔ ہماری زندگی اس ذکر الہی سے خالی ہے۔ کوئی توجہ ہم اس کی طرف نہیں دے رہے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو لوگ ذاکرین کی محفل میں آکر خاموش بیٹھ جاتے ہیں ذکر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی نواز دیتا ہے اُن پر بھی رحمتیں نازل فرما دیتا ہے۔ کتنی برکتیں ہیں اس ذکر الہی کے اندر۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ذکر الہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم مقام نور حاصل کر سکیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

اللہ ولی الذین امنوا یخرجہم

جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کا

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۝

(البقرہ : ۱۰۷)

کار ساز ہے انہیں ظلمت سے نکال کر نور کی طرف لے آتا ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ مومنوں کو تاریکیوں سے نکال کر مقام نور میں لے آتا ہے۔ ثابت ہوا کہ ظلمت اور نور یہ دونوں الگ الگ مقام ہیں۔ دراصل نفس مقام ظلمت ہے اور قلب مقام نور ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مومنوں کو نفسانیت بہیمیّت، آلائشوں، بُرائیوں، گناہوں اور گندگیوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے یہ مقام نور ہے۔ آج کل ”نور“ پر بڑے جھگڑے اٹھ رہے ہیں۔

انشار اللہ آئندہ کسی وقت نور اور ظلمت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک درس دوں گا۔ فی الحال اتنا عرض کر دوں کہ نور وہ شے ہے جو خود بھی روشن ہوتی ہے اور دوسروں کو بھی روشن کر دیتی ہے۔ بجلی کا یہ بلب جل رہا ہے یہ خود روشن ہے اور پورا ماحول بھی روشن کر رکھا ہے۔ ہم سب اس کی روشنی کی وجہ سے ایک دوسرے کو نظر آ رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی حالت و کیفیت سے بھی آگاہ ہیں۔ یہ ہے مقام نور۔ اور اگر یہ بلب بجھ جائے تو ہم سب پر تاریکی چھا جائے گی۔ نہ میں اپنا جسم نظر آئے گا نہ ہی دوسرے لوگوں کو دیکھ سکیں گے۔ یہ مقام ظلمت ہے۔ تو مومن کا یہ مقام ہے کہ وہ خود بھی نور میں ہوتا ہے اور اس مقام نور کی بدولت دوسروں کی حقیقتیں بھی اس پر آشکارا ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسری مثال کے ذریعے اس کی وضاحت کرتا ہوں تاکہ بات آپ کی سمجھ میں آجائے۔ اگر شیشہ صاف نہ ہو تو انسان کو اپنی شکل و صورت اس میں نظر نہیں آتی لیکن اگر صاف و شفاف ہو۔ تو انسان اپنی شکل اس میں دیکھ لیتا ہے۔ یہ نور ہے۔ جب اس مقام پر مومن پہنچ جاتا ہے تو اس پر اپنی حقیقتیں کھل جاتی ہیں اُسے پتہ چل جاتا ہے

کہ وہ کیسے؟ کیا کر سکتا ہے؟ اور جب اس مقام نور پر فائز ہو جاتا ہے تو پھر جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ایک مہینے کی منزل پر اپنی آواز پہنچا دیتا ہے۔ اور پھر جو نور کے متلاشی ہوتے ہیں وہ اس کے پاس آتے ہیں کیونکہ جب پیلا سے کو پانی کی تلاش ہوتی ہے تو وہ چشمے کے پاس جاتا ہے چاہے وہ جنگل میں ہو یا شہر میں۔ صحرائیں ہو یا پہاڑ میں۔ اور وہاں پہنچ کر سیراب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ ذکر الہی کی بدولت مومن کو ظلمت سے نکال کر مقام نور کے بلند و بالا مقام پر لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ کیونکہ وہ مومنوں پر بڑا

مہربان ہے۔
وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا
(الاحزاب: ۴۳)

اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑا
مہربان ہے۔

قدم قدم پر اللہ تعالیٰ ذا کریں کے مقام کو بلند کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام عبادات کے اختتام پر ذکر الہی کی تلقین کی ہے۔ آپ غور فرمائیں نماز دین اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ پانچ وقت کی نماز ہر مومن پر فرض ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تمام عمر نماز پڑھ کر علی نمونہ پیش فرمایا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز قضا نہیں کی کیونکہ نماز قضا کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالنا ہے۔ نافرمانی ہے۔ جب فرشتے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو نہیں ٹال سکتے تو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات تو بہت ہی بلند اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی کے متعلق سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ اگر یہ بات ذہن میں آجائے تو انسان کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کی نماز قضا کی۔ ہمارے امام اعظم امام ابو حنیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ امت کو قضا نماز ادا کرنے کا طریقہ آجائے ورنہ حضور نے کوئی نماز قضا نہیں کی۔ حضور پاک ﷺ کو اپنی ذات پر قیاس نہیں کرنا چاہیے ہم میں اور حضور میں بہت فرق ہے جو نبی ہوتا ہے اُس کی آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ احادیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نیند میں خراٹے بھرتے ہوئے ہوتے اور پھر اُٹھ کر بغیر وضو کے نماز پڑھ لیتے۔ حضور پاک ﷺ کا ہنود نیند سے نہیں ٹوٹتا تھا جبکہ ہمارا وضو اُنکھ سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اُن کی نیند اور ہماری نیند میں بہت فرق ہے۔ اُن کے دیکھنے اور سنا دیکھنے میں بڑا فرق ہے۔ اُن کے چھوئے اور ہمارے چھوئے میں بڑا فرق ہے اُن کے پینے اور ہمارے پینے میں بڑا فرق ہے۔ یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

مختصر اس اس سبب عرض کر دیا ہے تاکہ آپ مقام نبوت کو بھی سمجھ جائیں تو قرآن کریم نے پانچ وقت کی نماز کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی ذکر الہی کے احکام بھی نازل فرمادیئے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا
فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ
اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَّعَلَّكُمْ تَفْلِحُوْنَ (المجموعہ: ۱۰)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

یعنی نماز کی تکمیل کے بعد جب دُنوی کاموں میں مصروف ہو جاؤ تو اس دوران تم اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہونا بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا، نماز کے لئے تو اوقات مقرر ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ پھر ہر نماز میں رکعتوں کا بھی تعین کیا گیا ہے۔ لیکن ذکر الہی کے لئے نہ تو کوئی وقت کی قید ہے اور نہ ہی تعداد مقرر کی گئی ہے بلکہ حکم دیا گیا ہے

کہ بہت زیادہ ذکر کرو۔ ایک دوسرے مقام پر اللہ جل شانہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:-

فَإِذَا قُضِيَتْ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا
اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ
جُنُوبِكُمْ ۚ (النساء: ۱۰۳)

پھر جب نماز پڑھ چکو تو اللہ کو یاد کرو
کھڑے ہو کر بیٹھے اور پہلوؤں کے
بل لیٹے ہوئے۔

نماز ایک خاص ہیئت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ اس میں قیام رکوع، سجدہ، جلسہ اور سمت کا تعین ہے لیکن ذکر الہی ان تمام چیزوں سے مبرا ہے۔ لیٹ کر، بیٹھ کر اور چلتے ہوئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ہر لحظہ، ہر آن اور ہر لمحہ یاد الہی میں گزارنا ہے۔ حتیٰ کہ رات کو نیند میں جب پہلو بدلو تب بھی الْحَمْدُ لِلَّهِ کہو۔ کہ سب تعریف اسی کے لئے ہے۔ جس نے قسم قسم نعمتوں سے نوازا۔ آنکھیں دیں۔ کان دیئے۔ ہاتھ اور پاؤں دیئے۔ رزق دیا اور عقل سلیم عطا فرمایا وہی ذات تعریف اور حمد کے لائق ہے۔ وہی غور و فکر کے قابل ہے۔ وہ بڑی قدرتوں کا مالک ہے۔ آپ غور فرمائیں دوستو! کتنی بڑی نعمت ہے یہ ذکر الہی۔ آج ہم اس سے غافل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب میں چھوٹا ہوتا تھا تو اپنے گھر میں مسجد نبوی سے جب ذکر الہی کی آواز سنتا تھا تو مجھے پتہ چل جاتا تھا کہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کر لی ہے۔ الغرض نماز کا اختتام بھی ذکر الہی پر ہوتا ہے۔

آئیں اب حج کے احکامات دیکھتے ہیں:-
فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ | جب تم عرفات سے پلٹو تو اللہ

فَاذْكُرُوا اللَّهَ (البقرہ: ۱۹۸) کی یاد کرو۔

اسی سورہ مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

فَاِذَا قُضِيَتْ مَنَاسِكُكُمْ
فَاذْكُرُوا اللَّهَ الَّذِي كَذَرَكُمْ
اَبَاءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ط

(البقرہ: ۲۰۰)

یا اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔

حج کے تمام ارکان کی ادائیگی ذکر الہی پر موقوف فرمادی اور ایم جاہلیت میں عرب حج کے بعد لوگوں کے مجمع میں اپنے باپ دادا کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا اور ساتھ ہی انھیں سمجھانے کے لئے یہ بیان فرمایا کہ اب اپنے باپ دادا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے اس آیت سے ذکرِ جہر بھی ثابت ہوتا ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ أَكْثَرُ مَا ذَكَرَ اللَّهُ
حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ ط
(رواہ احمد)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر اس کثرت سے کیا کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ پاگل ہے۔

جب جہاد ہو رہا ہو۔ معرکہ کارزار گرم ہو۔ موت سامنے دکھائی دے رہی ہو تو اس وقت بھی اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ
فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ
اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ

كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(انفال : ۴۵)

کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم کامیاب
ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی قوت اور طاقت ملاحظہ فرمائیں کہ اس کی بدولت مسلمانوں کو
استحکام نصیب ہوتا ہے اور وہ میدان جنگ میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہتے
ہیں نیز ذکرِ الہی کی عظمت پر غور فرمائیں کہ ایسا شخص جو اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بلندی کے لئے
گھربار، بیوی بچے، مال و دولت کو چھوڑ کر اسلحہ لگا کر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ میدان جنگ
میں نکلتا ہے۔ تو اس وقت بھی اُسے اللہ کے ذکر کی تلقین کی جا رہی ہے۔ سبحان اللہ
تاکہ اُسے فتح و نصرت سے نواز دے۔ یعنی کامیابی و سرخروئی ذکرِ الہی پر موقوف فرمادی
اللہ اکبر۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اہل بیتِ عظام اور اولیائے کرام نے
اس پر عمل کر کے دکھایا۔

رمضان شریف کے روزے فرض ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں روزوں کے احکامات
تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ وہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ
عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ (البقرہ : ۱۸۵)

اور چلے گئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ
کی بڑائی بیان کرو کہ اُس نے تمہیں ہدایت
دی اور تمہیں شکر ادا کرنا چاہیے۔

اب روزوں کی تکمیل بھی ذکرِ الہی پر فرمادی۔ نیز اس سے قبل نماز، حج
اور جہاد کے ساتھ ذکرِ الہی کا بیان کیا چکا ہے۔ قدم قدم پر مومن نے اللہ تعالیٰ
کو یاد کرنا ہے۔ یہ قرآن مجید کا حکم ہے۔ قرآن ہدایت ہے۔ یہ دونوں
کام کرتا ہے۔ یہ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی بھی کرتا ہے اور منزلِ مقصود
پر بھی پہنچاتا ہے۔ اب مومن کی شان کا پتہ تو چل گیا کہ ہر لمحہ، ہر قدم اور ہر موڑ
پر ذکر کرتا ہے۔ لیکن وہ جو ذکرِ الہی نہیں کرتے وہ کون لوگ ہیں قرآن کریم نے

ان پر بھی پوری پوری روشنی ڈالی ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ
هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْا اِلَى
الصَّلٰوةِ قَامُوْا كَسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ
النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ
اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ (النساء: ۱۴۲)

بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ
کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انھیں
غافل کر کے مارے گا۔ اور جب نماز کے لئے
کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی سے اور لوگوں
کو دکھانے کے لئے۔ اور اللہ کو یاد نہیں کرتے
مگر بہت تھوڑا۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے منافقوں کی تین نشانیاں بیان
فرمائیں۔ ان میں تیسری اور آخری نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ ذکر نہیں کرتے۔ ثابت
ہوا کہ جو ذکر نہ کرے وہ مومن نہیں بلکہ منافق ہے۔
ذکر الہی کرنے اور ذکر الہی نہ کرنے والوں کی تمیز ہوگئی۔ لیکن ایک تیسرا
طبقہ بھی ہے جن کو ذکر بُرا لگتا ہے۔ جب ذکر کیا جائے تو ان کے تیور بدل جاتے
ہیں۔ ان کا پاسا (دُرخ) ٹھٹک جاتا ہے۔ ان کے اوپر مصیبت پڑ جاتی
ہے۔ اور وہ ذکر کرنے والوں کو بڑی حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اللہ جل شانہ ان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اِذَا ذُكِّرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ
اَسْمَا زَتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۖ (الزمر: ۴۵)

اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو
لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے
دل سخت کبیہ اور متنفر ہو جاتے ہیں۔
اس آیت مبارکہ کی رو سے وہ لوگ جن کے دلوں میں ذکر الہی کی بدولت مرو
پیدا ہوتا ہے وہ کافر ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ذکر سے نفرت کفر کی علامت
ذکر نہ کرنا منافقت کی علامت اور ذکر الہی کرنا مومن کی علامت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ذکر الہی کے حلقوں کو جنت کے باغات سے تشبیہ دی ہے۔
 وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَرَّ بِشَجَرٍ بَرِيضٍ الْجَنَّةِ فَأَرْتَعَوْا قَالُوا وَمَا بَرِيضُ الْجَنَّةِ قَالَ حَلْقُ الذِّكْرِ۔ (مشکوٰۃ: باب ذکر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم بہشت کے باغوں سے گزرو تو میوہ خوری کرو (صحابہ کرام نے) عرض کی کہ جنت کے باغ کون سے ہیں (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا: ذکر کے حلقے۔

قربان جاؤں پیارے محبوب ﷺ کے کہ آپ نے دنیا کے اندر جنت کے باغوں کی نشاندہی فرمادی۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
 الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

ایک دن پیارے محبوب ﷺ مسجد نبوی تشریف لائے تو صحابہ کرام دو الگ الگ حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک حلقہ ذکرین کا تھا جو ذکر الہی کر رہے تھے جبکہ دوسرا حلقہ علمائے کرام کا تھا جو علم کے مسائل بیان کر رہے تھے۔ سید پاک ﷺ صاحب ذکر و صاحب علم سے علمائے کرام کا حلقہ منتخب فرمایا اور ان کے پاس بیٹھ گئے۔ علمائے کرام نے لکھا کہ علم اور علمائے کرام کی بڑی فضیلت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اس حلقے کو پسند فرمایا۔ جہاں علم کا چرچا ہو رہا تھا۔ میرے استاد محترم حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نے فرمایا۔ اَمَّا وَصَدِّقْنَا۔ علم بہت بڑی فضیلت ہے اور علمائے کرام پر بڑا فضل و کرم ہے لیکن ذکر علم سے زیادہ فضیلت

رکھتا ہے۔ ہمارے ساتھ درس میں ایک طالب علم شریک ہوتے تھے جو اہل حدیث تھے۔ کہنے لگے، حافظ صاحب مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔ آپ نے فرمایا میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ صاحبان ذکر پھسلتے نہیں صاحب علم کے پھسلنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا حضور ﷺ صاحبان علم کے پاس آتے تاکہ وہ کہیں پھسل نہ جائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دونوں کو فضیلتیں عطا فرمائی ہیں۔ صاحبان ذکر کا اپنا مقام ہے اور صاحبان علم کا اپنا۔

ذکر کے حلقوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی عظمتوں اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور علم کی مجلسوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ یہ دونوں چیزیں (ذکر و علم) ہمارے اندر پیدا ہو جائیں۔

حضور سرکار بغداد، غوث اعظم قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قطبیت کا مقام علم کی بدولت حاصل ہوتا ہے اور فرمایا مجھے یہ مقام کس طرح ملا۔ ارشاد فرماتے ہیں:۔

دَمَا سَتِ الْعِلْمُ حَتَّى صُرْتُ قُطْبًا | یس نے علم اتنا پڑھا اور پڑھایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مقام قطبیت عطا فرمادیا۔ (قصیدہ غوثیہ شریف: ص ۷)

معلوم ہوا کہ علم پڑھانا بھی ذکر الہی میں ہی شمار ہوتا ہے ایک عالم اگر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا درس دے رہا ہے تو وہ ذکر الہی ہی کر رہا ہے۔ کیونکہ قرآن بھی ذکر الہی ہے اور احادیث شریف بھی ذکر الہی ہی ہیں۔

اور جب مومن اس ذکر الہی پر آکر جم جاتا ہے اس پر استقامت حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اس پر انعام و اکرام کا جو نزول ہوتا ہے۔ قرآن مجید ان الفاظ میں ان کا ذکر کرتا ہے۔

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا
تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا
بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ

(حَمَّ سجدہ ۳۰۰)

ان پر فرشتے نزول فرماتے ہیں کہ نہ ڈرو
اور نہ غم کرو اور خوشخبری ہے جنت
کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔

ذکر الہی پر استقامت کی بدولت مومن کو روحانیت کا وہ مقام مل جاتا ہے
جو ملائکہ اعلیٰ کے فرشتوں کو حاصل ہے۔ اور وہ مقام مشاہدہ پر فائز ہو جاتا ہے
جہاں اُسے حضور پاک ﷺ کی صحبت اور اللہ جل جلالہ کا دیدار نصیب ہو جاتا ہے
قدم قدم پر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ ہمارے اُستاد محترم
جناب حافظ علی احمد جان صاحب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت یہ جماعت علی شاہ
صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے۔ صاحب علم و صاحب ذکر تھے۔
ایک دن درس کے دوران آپ پر کچھ دیر کے لئے ایک عجیب سی بے خودی کی کیفیت
طاری ہو گئی۔ درس کے اختتام پر آپ کے صاحبزادے جناب حافظ عزیز احمد صاحب
نے آپ سے پوچھا: ابا جان! آج درس میں ایک کیفیت سی آپ پر طاری ہو گئی
تھی۔ آپ نے کیا جواب دیا۔ غور فرمائیں! فرمانے لگے کہ اس حدیث پر مجھے کچھ
شک سا گذرا چنانچہ میں نے اس کے متعلق حضور ﷺ سے پوچھا تو حضور
پاک ﷺ نے مجھے جواب دیا جس سے میری تسلی ہو گئی۔ یہ نتیجہ ہے
یاد الہی کا۔ کہ ذکر الہی کرنے والا نہ صرف حضور پر نور ﷺ کی زیارت سے
مشرف ہوتا ہے بلکہ آپ ﷺ سے ہم کلامی کی سعادت بھی حاصل کر لیتا
ہے۔ سبحان اللہ؟

اسی اُستاد محترم جناب حافظ علی احمد جان صاحب کا ایک اور واقعہ آپ کو
بتاؤں تاکہ آپ ذکر الہی کے نتیجے میں حاصل ہونے والے مقام کو سمجھ سکیں۔

ایک دفعہ اُستاد صاحب بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ ڈاکٹروں کو بلایا گیا۔ ڈاکٹر
 امام علی (اب وفات پا چکے ہیں) اور ڈاکٹر ابراہیم (ابھی زندہ ہیں) آئے۔
 ہم درس کے تمام طالب علم حاضر تھے تقریباً بائیس تیس آدمی اس موقع پر موجود
 تھے۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کرنے کے بعد حافظ صاحب کو مُردہ قرار دے دیا۔
 ایک کھرام مچ گیا۔ تمام محلے والے اکٹھے ہو گئے۔ گیراج میں آپ کی لاش
 پڑی ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے آپ کے بیٹے جناب صاحبزادہ ممتاز صاحب
 کو کہا کہ آپ انھیں اُوپر لے جائیں تاکہ کفن و دفن کا کچھ انتظام کیا جائے۔
 اور دس پندرہ منٹ کے بعد حافظ صاحب زندہ ہو گئے۔ یہ تیسریں رمضان
 المبارک کا واقعہ ہے۔ تمام لوگ اور خود ڈاکٹر صاحبان بھی حیران ہو گئے۔
 ڈاکٹر امام علی کہنے لگا شاید سکتہ ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر ابراہیم نے کہا جناب سکتہ
 کی علامت ہی نہیں تھی۔ اسی دوران حافظ صاحب خود بول پڑے۔
 فرمایا: میں دس سال اور نہیں مریں۔ فرشتے مجھے حضور پر نور ﷺ کے
 سامنے لے گئے اور حضور پاک ﷺ نے مجھے دس برس اور زندگی دے دی
 ہے۔ اور پھر مزید دس سال گزرنے کے بعد تیسریں رمضان المبارک ہی کو
 حافظ صاحب کا انتقال ہوا۔ یہ کیا ہے؟ یہ سب ذکرِ الہی اور علمِ مبارک
 کی برکت اور نتیجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ہر پارے میں یادِ الہی کی دعوت دی ہے اور
 پیارے محبوب ﷺ نے ہر ایک طریقے پر ذکرِ الہی کیا۔ دُوسروں سے
 کروایا اور اس کی تلقین فرمائی۔ اب جو لوگ ذکر سے غافل ہیں اللہ تبارک و
 تعالیٰ ذکرِ الہی کرنے والوں کو ان سے بچنے کی ہدایت فرماتا ہے۔
 وَلَا تُطِيعُ مَنْ أَغْفَلَ قَلْبَهُ
 نہ پیروی کر ان کی جن کا دل ہم نے

اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

مسلمانوں کو منع کیا جا رہا ہے ان لوگوں کی پیروی نہ کریں ان کے نقش قدم پر نہ چلیں۔ اُن کی معیت اور دوستی اختیار نہ کریں جو ذکرِ الہی سے غافل ہیں حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ع

یک دم غافل سو دم کافر

ایک لمحہ بھی جس نے اللہ کی یاد سے غفلت میں گزرا وہ سو بار کافر ہوا۔

ہمارے محدث کبیر قطب الاقطاب حضرت شاہ محمد غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”اسرار الطریقت“ میں تحریر فرماتے ہیں کہ دن اور رات میں چوبیس

بار ذکر کرو کیونکہ ہر انسان ۲۴ گھنٹوں میں ۲۴ ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔

مزید فرمایا کہ چھ ہزار بار ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ چھ ہزار بار ”إِلَّا اللَّهُ“ چھ ہزار

بار ”اللَّهُ“ اور چھ ہزار بار ”هُوَ“ کا ذکر کرو۔ تو گویا تمہاری ایک سانس بھی غفلت

میں نہیں گزری۔ اولیائے کرام اور صوفیائے کرام نے ایک ایک سانس

گن کے بتادی۔ یہی وجہ ہے کہ آج ان کی قبریں بھی زندہ ہیں۔ ان کے

مزارات کے اندر ذکرِ الہی کا نور روشن ہے۔ اور وہ لوگ جن کے دلوں

میں ایمان کا نور موجود ہے وہ ان کی قبروں سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں

اور جو اندھے ہیں۔ مقامِ ظلمت میں پڑے ہوئے ہیں انھیں یہ نور نظر نہیں

آتا۔ ایک بات اور آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ یہ اللہ تعالیٰ

کا ذکر بھی خداوند بزرگ و برتر کے فضل و کرم اور مہربانی سے نصیب ہوتا ہے۔

یہ ہر ایسے غیرے کے بس کی بات نہیں۔ حضرت مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَارِهِ اَوْ هَاشِ نِيَسْتَ

اِمْرُجْعِيْ بِرِجْلَيْهِ فَرَقْلَاشِ نِيَسْتَ

ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر لمحے، لفظ کے اور بد معاش کا کام نہیں ہے اور ہر ایسے بد معاش کے بس میں اللہ کی طرف رجوع کرنا کہاں ہے۔
 انسان کے اندر جو بے حبیبی اور بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے — یہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت کی بدولت ہوتی ہے — اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں آگاہ رہو! اللہ کی یاد کے ساتھ ہی اطمینان قلب ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ط (رعد: ۲۸)

اطمینان، سکون، چین اور دلوں کی راحت ذکرِ الہی میں ہے۔ آپ غور فرمائیے! سائنس کا مسئلہ ہے کہ یہاں ہوا موجود ہے — یہ سارا ہال ہوا کے حجم سے بھرا ہوا ہے — لیکن جب آپ لوگ یہاں آکر بیٹھ گئے — تو آپ کے وجود نے اس جگہ کو گھیر لیا۔ اسی طرح جس دل میں ذکرِ الہی موجود ہوتا ہے اُسے اطمینان حاصل ہوگا۔ اس دل میں بے اطمینانی، نفاق اور کفر نہیں ہوگا بلکہ ایمان، انصاف، عدالت، شجاعت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانی کا جذبہ موجود ہوگا۔ اور جب ذکرِ الہی کی وجہ سے قلب میں اطمینان ہوگا تو پھر تمام جسم چین اور راحت میں ہوگا۔

پیارے محبوب ﷺ نے فرمایا — انسان کے وجود میں گوشت کا ایک لوقٹر ہے اگر وہ تندرست ہے تو سارا جسم تندرست ہے اگر وہ بیمار ہے تو سارا وجود خراب ہے۔ اور فرمایا: — **أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ**۔ اور وہ دل ہے۔

اب ذکر الہی کا کلمہ کنسا ہے اس سلسلے میں بھی قرآن ہماری رہنمائی فرماتا ہے
 فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 (سورہ محمد: ۱۹)
 پس جان لے یہ کہ کوئی معبود برحق
 نہیں سوائے اللہ جل جلالہ کے۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ”فاعلم“ فرمایا ہے یعنی جان لو۔ اور جاننا
 حواسِ خمسہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس کلمہ طیبہ کو سمجھنے اور یاد کرنے
 کے لئے پانچوں حواس کو استعمال میں لانا ہے اور یہ کلمہ طیبہ توحید ہے۔ دین
 اسلام کی بنیاد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:-

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ بَيْنِي الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ
 شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
 أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ
 أَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ
 وَالحَجَّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ
 (مشکوٰۃ: کتاب الایمان)
 حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ
 کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام
 کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے گواہی دینا کہ اللہ کے
 سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ
 تعالیٰ کے عبد اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور
 زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے
 رکھنا۔

نماز، زکوٰۃ، حج اور رمضان سے پہلے کلمہ طیبہ کا ذکر فرما کر اس کی اہمیت بتائی جا رہی
 ہے کہ تمام عبادات کا مرکز و محور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اگر اس محور سے ہٹ گیا تو
 بھٹک گیا۔ ایک اور حدیث شریف میں اس کلمہ طیبہ کی فضیلت یوں بیان کی
 گئی ہے:-

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
 قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ
 حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ذکر
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے اور تمام دعاؤں میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (المشکوٰۃ: باب ذکر) | افضل دُعا الحمد للہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور پیارے محبوب ﷺ نے ہر امکاں کی طریقہ پر ہمیں سمجھایا ہے کہ دن رات میں کچھ وقت نکال کر اللہ کا ذکر کیا کرو۔ اولیاء کرام اور صوفیاء عظام خود بھی اس پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی ذکر کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ کس بھی سلسلہ کے ولی اللہ، شیخ طریقت کے پاس چلے جائیں وہ آپ کو یہی کہے گا کہ نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو پیارے محبوب ﷺ پر درود شریف بھیجا کرو۔ میرا خیال ہے آپ ذکر الہی کی اہمیت و فضیلت جان گئے ہوں گے کہ ذکر الہی مومن کے لئے کتنا ضروری اور لازمی امر ہے اور اس سے غفلت کتنی بُری بات ہے اب ذکر الہی کیسے کرنا چاہیے۔ ارشادِ ربانی ہے:-

وَ اذْكُرْ مَنَّا اِذَا نَسِيتَ (الاکہف: ۲۴) | اور یاد کر اپنے رب کو جب تو (سب کچھ) بھول جائے۔

ذکر کا کمال یہ ہے کہ اگر جب ذکر کرے تو سب کچھ بھول جائے۔ اپنی جان و مال، عظمت و فضیلت، وجاہت و بادشاہت اور شرف و منصب ہر چیز کو بھول جائے کیونکہ ان سب کے لئے فنا ہے صرف بقا ہے تو اللہ کی ذات کے لئے۔ تو وہ ہر طرف سے منہ پھیر لے اور اُسے صرف اللہ ہی اللہ نظر آئے اللہ کی ذات میں اپنی ہستی کو فنا کر دے۔ اور خواہشات کے جو قسم قسم بُت ہیں جب ان کی نفی ہوگی تب اِلَّا اللہ کا نقشِ نچتہ ہوگا اور نفی اثبات اپنے اپنے مقام پر جم جائے گا اسی لئے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:-

الف اللہ چنبے دی بوٹی ————— مرشد من کوچ لائی ہو
نفی اثبات دیا نظری ملیا ————— ہر رگ ہر حبالی ہو
اندر بوٹی مُشک مچایا ————— جان بھلن تے آئی ہو

کہ میں قربان اُنھال تھیں باہو۔ جس اے بوٹی لائی صُو

کہ میں اُس مُرشد پر قربان جاؤں کہ جس نے نفی اثبات کا سبق پڑھا کر میرے قلب کے اندر یہ بوٹی لگائی اور جب میں ذکر کرتا ہوں اور اس کی خوشبو میرے اندر پھیلتی ہے تو میری جان مجھ پر آشکارا ہو جاتی ہے کہ میں کیا ہوں۔ اصل بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کشفِ حقائق فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد اس کائنات کے ذرے ذرے کے اندر موجود ہے چنانچہ جب انسان ذکرِ الہی کرتا ہے اور اس پر استقامت حاصل کر لیتا ہے تو وہ مقام نور میں پہنچ جاتا ہے اور پھر کائنات کے ذرے ذرے کی حقیقت اُس پر ظاہر ہو جاتی ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ میری ہستی کا نتیجہ فنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بقاء ہے، بلکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے کسی چیز کی حقیقت بھی حقیقت ثابت نہیں صرف اور صرف وحدہ لا شریک کی حقیقت دراصل حقیقت ثابت ہے۔ اور یہ بات لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اندر مضمون ہے جسے اولیائے کرام نے سمجھا ہے۔ اور مختلف طریقوں سے دُسر کو سمجھانے کی کوشش ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی قرآن مجید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم قرآن مجید پر پیارے محبوب ﷺ کی عظمت و شان کو سمجھ جائیں اور اس قرآن حکیم اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمارا سچا تعلق قائم ہو جائے۔ اور انسانیتِ کاملہ کے جو راستے قرآن نے ہمیں بتائے ہیں ہم ان کو اختیار کر کے منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں۔

انشاء اللہ آئندہ مہینے کے لئے اسی وقت سے ایک موضوع میں آپ کو دے دیتا ہوں تاکہ آپ لوگ بھی اس موضوع پر کچھ مطالعہ کر کے آئیں اور وہ موضوع ہے ”نظام عصمت و عفت“ قرآن و احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں۔“

انشار اللہ تعالیٰ زندگی ہوئی تو اس پر قرآن مجید اور پیارے محبوب ﷺ کے ارشادِ عالیہ کی روشنی میں عرض کروں گا۔

انشار اللہ پانچویں یا چھٹے درس سے سوالات و جوابات کا سلسلہ بھی شروع کریں گے۔ پہلے ذرا ہم سب آپس میں مانوس ہو جائیں تو پھر میں آپ کو موقع دوں گا کہ آپ مجھ سے سوالات کریں!

اَللّٰهُمَّ بِنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ
اَلْعَلِیْمُ دَوِّتْ عَلَیْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

خوشخبری

تذکرہ علماء و مشائخ سرحد "جلد اول"

مصنفہ جناب سید محمد امین شاہ صاحب صا قادیان گیلانی

(سجادہ نشین) دوبارہ سفید کاغذ اور خوشنما ٹائٹل کے ساتھ چھپ گئی ہے جس میں صوبہ سرحد کے چیدہ چیدہ مشائخ مثلاً

حضرت پیر بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اخوند دسراویزہ

صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبدالغفور صاحب المعروف سوات

باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ یحییٰ صاحب المعروف اٹک

حضرت حج صاحب رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ وغیرہ اور ضلع پشاور کے

مشہور و معروف تقریباً ۴۰ علماء و مشائخ کا تذکرہ

ہے۔ قیمت :- ۴۰ روپے سائز ۲۳ × ۱۸ صفحات ۳

مندرجہ ذیل مقامات سے دستیاب ہے۔

ادارہ اشاعت و تبلیغ الاسلام محلہ قاضی خیل پشاور

مکتبہ الحسن رحمۃ اللہ علیہ کوچہ آقا پیر جان صاحبہ کٹرہ پشاور